بلاک ۲: اکائی ۹ : معاشیات

ترتیب

۹-۰ مقاصد
۹-۱ دیباچہ
۹-۲ متن کے پہلے حصے کے بارے میں ابتدائی باتیں
۹-۳ متن کا پہلا حصہ
۹-۴ متن کے پہلے حصے کے بارے میں گفتگو
مشق I
۹-۵ متن کے پہلے حصے کے بارے میں کچھ اور باتیں
اپنا امتحان خود لیجیے I
۹-۶ متن کا دوسرا حصہ
۹-۷ متن کے دوسرے حصے کے بارے میں گفتگو
مشق II
۹-۸ کچھ اور ضروری باتیں
اپنا امتحان خود لیجیے II
۹-۹ خلاصۂ بحث
جوابات
مزید مطالعے کے لیے

۹-۰ مقاصد

اس اکائی کا مقصد سماجی علوم کو اردو میں بیان کرنے کی مدد سے

زبان سکھانا ہے۔ ہر علم کی باریکیوں کو اپنی زبان میں ادا کرنے کی قوت پیدا کرنا ہے۔

اس اکائی کے ختم کرنے کے بعد آپ:

۱۔ سماجی علوم کے مضامین کو آسان اردو میں عام فہم انداز میں پیش کرنے کا طریقہ سیکھیں گے۔

۲۔ اردو نثر میں سنجیدہ موضوعات پر اظہارِ خیال کے اصول سیکھیں گے۔

۳۔ اپنے ذخیرۂ الفاظ میں مناسب اضافہ کریں گے۔

۹-۱ دیباچہ

زبان خواہ کوئی ہو جب تک وہ اپنے دور کے مختلف علوم و فنون کو ادا کرنے اور سیکھنے سکھانے میں مددگار نہ ہو سکے اس وقت تک ناکافی سمجھی جاتی ہے۔ اردو میں کوئی دو سو سال سے مختلف سماجی علوم پر لکھنے لکھانے کا سلسلہ جاری ہے۔ مختلف سماجی علوم کے بارے میں انگریزی اور دوسری زبانوں سے ترجمے بھی کیے گئے اور خود اپنے طور پر بھی ان علوم کے ماہرین نے براہِ راست اردو میں ان علوم کے بارے میں بھی لکھا۔

سماجی علوم کے بارے میں لکھتے وقت مختلف قسم کی دشواریاں سامنے آتی ہیں۔ سائنسی مضامین کی طرح سماجی علوم میں بھی محض فارمولے نہیں ہوتے بلکہ تصورات اور خیالات سے بحث کی جاتی ہے۔ اکثر یہ تصورات خاصے پیچیدہ ہوتے ہیں اور جب تک ان کے لیے کوئی واضح اور متعین مفہوم والے لفظ اختیار نہ کر لیے جائیں انہیں ادا کرنا مشکل ہوتا ہے ایسے واضح اور متعین تصورات رکھنے والے لفظ کو اصطلاح کہتے ہیں۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس زبان میں ہم لکھ رہے ہیں اس کے ذخیرے میں بعض اصطلاحیں پہلے سے موجود نہیں ہوتیں ایسی صورت میں ہمیں

(الف) یا تو اصل اصطلاح کسی دوسری زبان سے جوں کی توں یا تھوڑے بہت گھٹا بڑھا کر اپنانی پڑتی ہے یا پھر

(ب) اپنی زبان میں کوئی مناسب اصطلاح ڈھالنی پڑتی ہے۔

پھر یہ بھی خیال رکھنا پڑتا ہے کہ تحریر زبان کے مزاج کے مطابق ہو اور اصطلاحوں سے بوجھل اور مہمل نہ ہو جائے اور دلچسپی اور وضاحت باقی رہے۔

ان مسائل کو پیش کرنے کے لیے اقتصادیات کے متعلق متن ایسے مصنف کی کتاب سے لیا گیا ہے جس نے ترجمہ نہیں کیا بلکہ براہِ راست اردو میں لکھا ہے۔

۹-۲ متن کے پہلے حصّے کے بارے میں ابتدائی باتیں

متن کا پہلا حصہ ابوسالم صاحب کی کتاب "کچھ زر کی بابت" سے لیا گیا ہے۔ کتاب معاشیات کے ایک اہم مسئلے پر ہے۔ ابوسالم صاحب کی مادری زبان اُردو ہے اور انھوں نے یہ کتاب براہِ راست اردو میں ہی لکھی ہے۔ کتاب ۱۹۵۲ء میں انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ سے چھپی۔

زر کا مسئلہ معاشیات کا اہم مسئلہ ہے۔ آپ نے غور کیا ہوگا کہ لکھنے والے نے روپیے کے بجائے 'زر' کا استعمال کیا ہے۔ اس کی وجہ صاف ہے کہ روپیہ اوّل تو ایک ملک (بلکہ کئی ملکوں) کی کرنسی ہے اور روپیے کے لفظ سے ذہن ہندوستان، پاکستان وغیرہ کی کرنسی کی طرف جاتا ہے۔ دوسرے لکھنے والا صرف سکّے یا کرنسی سے بحث کرنا نہیں چاہتا بلکہ دنیا بھر میں چیزوں کے لین دین خریدنے اور بیچنے کے سلسلے میں جو کچھ استعمال ہوتا ہے اس سے بحث کر کے دنیا کی معاشی صورت حال کو سمجھنا چاہتا ہے اور قیمتوں کے گھٹنے بڑھنے اور ملکوں کی خوشحالی کی وجہوں پر غور کرنا چاہتا ہے۔

متن کے پہلے حصے میں 'زر' کی تعریف ڈھونڈھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یوں بھی کسی تصور کا کوئی واضح مفہوم طے کرنا خاصا مشکل ہوتا ہے

کیونکہ تعریف کی تعریف یہ ہے کہ جس چیز کی تعریف کی جائے اس کی سبھی خاص باتیں تعریف میں آ جائیں اور ایسی کوئی بات اس میں نہ آنے پائے جو اس چیز کے لیے لازمی نہ ہو۔

معاشیات میں یہ کام اور بھی دشوار ہے کیونکہ 'زر' کا مفہوم بدلتا رہا ہے اور جب سے انسان اس دھرتی پر آباد ہیں وہ آپس میں کسی نہ کسی طرح لین دین اور کاروبار کرتے آئے ہیں۔ روپیہ کے مفہوم میں 'زر' کا تصوّر اس کے مقابلے میں صرف چند صدی پرانا ہے۔ لکھنے والے نے ان سب دشواریوں کی طرف اشارہ کرنے کے بعد 'زر' کی ایک مناسب حد تک قابلِ قبول تعریف تلاش کی ہے۔

۹ – ۳ متن کا پہلا حصّہ

زر یا روپیہ کیا ہے؟ روپیے کی تعریف کرنا خاصا دشوار کام ہے، حالانکہ ہم سب یہ جانتے ہیں کہ روپے کا کام کیا ہے۔ چاندی کے اس روپیے کو بھی ہم روپیہ کہتے ہیں جس پر ایک طرف "ایک روپیہ" لکھا ہوتا ہے اور کاغذ کے ان پرچوں کو بھی جن پر چھپا ہوا ہوتا ہے "میں وعدہ کرتا ہوں کہ حامل ہٰذا کو پانچ (یا دس وغیرہ) روپیے ادا کروں گا"، اور نیچے گورنر رزرو بینک کے دستخط ہوتے ہیں۔ اب سے کچھ زمانہ پہلے چاندی کے روپیے میں جتنی چاندی ہوتی ہے اس کی قیمت اتنی ہی ہوتی تھی، ابھی تھوڑے ہی دن پہلے تک ہمارے روپے میں کوئی دس آنے بھر کی چاندی ہوتی تھی، لیکن اب چاندی کی مقدار اتنی گھٹ گئی ہے کہ روپیہ گلا کر بیچیے تو بجز ندامت (اور سزا) کے کچھ بھی ہاتھ نہیں لگے گا۔ تو روپیہ کون سا ہے؟ چاندی کا وہ روپیہ جس میں بھرپور چاندی ہوتی تھی یا روپیے والے نوٹ جن پر کوئی بھی وعدہ نہیں لکھا ہوتا یا پانچ اور اس سے بڑی رقموں کے نوٹ جن پر اتنے روپیے دینے کا وعدہ لکھا ہوا ہوتا ہے؟

روپیے کی حقیقت سمجھنے کے لیے اگر اس کے تاریخی ارتقا کا سہارا لیا جائے تو ہمارا کام نسبتاً آسان ہو جائے گا۔ ارتقا کی یہ داستان کچھ حد تک تو تصور کی مدد سے ترتیب پائی ہے۔ کچھ ماہرین نے تاریخی حوالوں سے بتائی ہے۔ سب سے پہلے تو ظاہر ہے روپیے کی ایجاد کا سوال سامنے آتا ہے۔ اس بارے میں ایک نظریہ تو یہ ہے کہ روپیہ یا زر دراصل کسی چیز کا نام نہیں تھا اور روپیے کی ایجاد دراصل ایک خیال کی حیثیت سے ہوئی۔ اس رائے کے ماننے والوں کا کہنا ہے کہ پرانے زمانے میں جب روپیے کا ابھی وجود نہیں تھا اور لوگ ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز خریدتے اور بیچتے تھے، چیزوں کی قیمتیں بہت زیادہ اَدل بَدل نہیں ہوتی ہوں گی۔ دھیرے دھیرے یہ قیمتیں رواجی قیمتیں بن جاتی ہوں گی۔ مثلاً ایک گائے کے بدلے میں دس سیر گیہوں اور دس سیر گیہوں کے بدلے میں ایک بیل وغیرہ۔ اگر کسی خاص جگہ لوگوں کے لیے سب سے اہم چیز اناج ہو تو پھر یہ لوگ ہر چیز کی قیمت کو اناج کی ہی مدد سے طے کرنے لگے ہوں گے۔ گائے دس سیر گیہوں میں ملے گی، اور اتنے ہی گیہوں کے بدلے میں دو بیل۔ اگر کسی کو یہ یاد نہ رہے، اور ظاہر ہے کہ یہ سب یاد رکھنا خاصا دشوار کام ہوگا کہ ایک سیر دودھ کتنا اناج دینے کے بعد حاصل ہوگا اور چار بینگن کے لیے کتنا کاشتی پھل دینا ہوگا۔ تو وہ ان سب چیزوں کا دام اناج کے مقابلے میں معلوم کر لیتا ہوگا اور اس طرح ان مختلف چیزوں کی باہمی قیمت کا اندازہ کرانا آسان ہو جاتا ہوگا۔ اس طریقے سے جو سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں ان کا اندازہ مشکل نہیں۔

پھر بھی ایک مثال سے اس کے فوائد کا بیان کر دینا مفید ہوگا۔ ایک آدمی مر گیا اور اب اس کے وارثوں میں اس کی جائداد کے بٹنے کا معاملہ دردِ سر بنا ہوا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ایک گائے ہے، ایک بکرا اور کئی سو من اناج، اور اس کے وارث چار ہیں۔ ظاہر ہے گائے اور بکرے کے ٹکڑے کر کے انھیں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ بکرا

ایک آدمی کو دے دیا جائے، گائے ایک دوسرے کو اور باقی دونوں کو اناج میں سے بکرے اور گائے میں ان کے حصے کے مساوی مزید اناج۔ تو یہ قصہ آسانی سے طے ہو جاتا ہے۔ اس مثال سے ایک بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اس طرح اگر حساب کتاب کرنے، مختلف چیزوں کی قیمت کا اندازہ کرنے کا کوئی طریقہ ایجاد ہو جائے تو چیزوں کی لین دین میں بھی سہولت ہو جائے گی جیسے اس قصے میں گائے اور بکرے کے بدلے میں اناج دینے سے وراثت کا جھگڑا ختم ہو گیا۔ ایسے ہی اگر گائے اور بکرے کا آپس میں مبادلہ کرنا ہو تو بھی یہ طریق کار مددگار ہو سکتا ہے۔

بعض مصنفین نے بتایا ہے کہ آج بھی کچھ پس ماندہ علاقوں میں مختلف چیزوں کی قیمت کا اندازہ کرنے کے لیے کسی ایک چیز کا استعمال عام ہے اور دراصل یہ کسی "چیز" کا نہیں بلکہ ایک خیال کا استعمال ہوتا ہے۔ کینس نے لکھا ہے کہ انہیں یوگنڈا کے عہدہ دار نے بتایا کہ ایک قبیلے میں لوگ بکرے کو مختلف چیزوں کے دام کے ناپ یا پیمانے کے طور پر استعمال کرتے ہیں، لیکن ظاہر ہے بکرے بکرے میں فرق ہوتا ہے تو ان عہدہ دار کے فرائض میں سے ایک کام یہ بھی ہے کہ یہ بتائیں کہ بکرا (جب کبھی اختلاف رائے کی نوبت آجائے) "معیاری" ہے یا نہیں۔ دوسرے الفاظ میں بکرے سے جو کام لیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اسے ایک معیار یا ایک خیال کے طور پر استعمال کیا جائے اور اس معیار یا خیال کی مدد سے قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جیسے ایک انچ، ایک فٹ کی مدد سے ہم فاصلہ ناپتے ہیں، لیکن انچ اور فٹ محض ایک خیال کی نمائندگی کرتے ہیں ان کی کوئی مادی حیثیت نہیں۔

اس نقطۂ خیال کی تائید میں کہ روپیہ یا زر دراصل محض ایک خیال کا نام، ایک پیمانے کا جس کا کوئی مادی وجود نہیں بعض دلیلیں بھی ہیں۔ اس طرح مبادلہ میں بڑی آسانی ہو گئی ہوگی۔ لوگوں کو ظاہر ہے بہت چیزوں کی باہمی قیمتیں یاد رکھنے میں جو دقت ہوتی تھی وہ اس

طرح دور ہوگئی ہوگی۔ پھر اس نظریے کی مخالفت میں کوئی شہادت ہمیں تاریخ سے نہیں ملتی اس لیے ممکن ہے ایسا ہی ہوا بھی ہو لیکن اکثریت کا خیال یہ ہے کہ زر کی ایجاد اس طرح نہیں ہوئی۔ ان کے خیال میں زر کی ایجاد اس طرح ہوئی کہ دھیرے دھیرے کوئی ایک چیز جسے اس وقت کی زندگی میں خاص اہمیت حاصل تھی ذریعۂ مبادلہ بن گئی ہوگی۔ اس کی حمایت میں تاریخی شہادتیں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر ان علاقوں میں جہاں چاول اہم غذا کی حیثیت رکھتا ہے ابتدا میں چاول کے ذریعے سے چیزوں کی لین دین کی جاتی تھی۔ مختلف علاقوں میں ان کی معاشی خصوصیت کے لحاظ سے مختلف چیزیں اس حیثیت سے کام میں لائی گئی ہیں جیسا کہ ڈاکٹر رک رول نے کہا ہے:

"بالواسطہ مبادلہ کی ابتدا میں ہی ہم دیکھتے ہیں کہ زر وہ چیز ہوتی تھی جو معاشرہ کے لیے کوئی خاص اہمیت رکھتی ہو (مثلاً خانہ بدوش کے لیے جانور، شکاریوں کے لیے کھال بہت اہم چیزیں تھیں اور ان جماعتوں میں جن کا پیشہ یہی تھا، یہی چیزیں زر کا کام دیتی تھیں) یہ ایسی چیزیں ہوتی تھیں جو اکثریت کی نظر میں بہت وقیع ہوتی تھیں اور اس لیے قیمتی سمجھی جاتی تھیں۔"

ان دونوں نظریوں میں کو بورن کا خیال ہے کہ کوئی تضاد نہیں۔ اور یہ رائے غالباً بہت صحیح ہے۔ زر کے آغاز کا سوال کچھ مرغی انڈے میں تقدم و تاخر کی بحث کے قسم کا سوال ہے۔ زر کے یہ دونوں پہلو، کہ وہ ایک خیال ہے۔ اور ایک مادی چیز جس کے ذریعہ سے مختلف چیزیں خریدی اور بیچی جاسکتی ہیں اپنی اپنی جگہ پر اہم ہیں اور شروع میں ان دونوں سے جو بھی خصوصیت پہلے وجود میں آئی ہو مبادلہ کے کام کا آسانی سے انجام پانا ان دونوں خصوصیتوں کے بغیر ممکن نہیں ہوگا۔ ہوا غالباً یہ ہوگا کہ دونوں خصوصیتیں ساتھ ساتھ ہی نمایاں ہوئی ہوں گی۔ لوگ جن چیزوں کی مدد سے قیمتوں کا تعین کرتے ہوں گے ضرورت کے وقت اسے ہی

چیزوں کے حصول کے لیے بھی کام میں لاتے ہوں گے۔ لین دین کرنے والوں کے پاس اگر اس چیز کی جو عام طور پر مقبول ہوتی ہوگی تو وہ اسے دے کر دوسری چیزیں حاصل کر لیتے ہوں گے ورنہ پھر اس کی مدد سے مختلف چیزوں کی باہمی قیمت کا اندازہ کر لیتے ہوں گے۔

ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ اس روشنی میں اگر زر کے آغاز کا پتہ ڈھونڈا جائے تو بھی زر کی یہی دو خصوصیتیں نمایاں طور پر سامنے آتی ہیں۔ پرانے زمانے میں جب ابھی زر کا ایجاد نہیں ہوا تھا لین دین کا طریقہ یہ تھا کہ آپ کوئی چیز دے کر دوسری کوئی چیز حاصل کر لیں۔ ہمارے ملک کے گاؤں میں چھوٹے پیمانے پر یہ طریقہ اب بھی ملتا ہے۔ لوگ اناج یا اسی طرح کی اور چیزوں کے بدلے میں تیل اور ایسی ہی چھوٹی موٹی چیزیں حاصل کر لیتے ہیں، لیکن مبادلہ کے اس طریقہ کے تحت لین دین تبھی ہو سکتی ہے جب کہ سودا کرنے والی دونوں جماعتوں کی ضرورت ایک دوسرے سے پوری ہو جائے۔ مثلاً عبدل کو اگر چمڑے کی ضرورت ہے اور وہ اس کے بدلے میں صرف کچھ زر دے سکتا ہے تو اس کی یہ ضرورت اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کی ملاقات کسی ایسے آدمی سے نہ ہو جائے جسے زر کی ضرورت ہو اور وہ چمڑا بیچنا چاہتا ہو۔ بعض پرانے سفرناموں میں ایسی کہانیاں ملتی ہیں جن سے اس طریقۂ لین دین کی خرابی پوری طرح نمایاں ہو جاتی ہے۔ یہ تصور کرنا مشکل نہیں کہ ایسے آدمی کی تلاش میں جس کے پاس وہی چیز فاضل ہو جو آپ کو چاہیے اور اسی چیز کی کمی ہو جو آپ کے پاس زیادہ مقدار میں موجود ہے۔ کتنی دقت و پریشانی ہوتی ہوگی اور کتنا وقت ضائع جاتا ہوگا۔ زر کے استعمال سے یہ دقت ختم ہو جاتی ہے۔ اب اگر آپ کے پاس روپیے ہیں تو آپ چاہیں جو چیز خرید سکتے ہیں۔ دکاندار روپیے کے عوض کوئی بھی چیز دینے کو آمادہ ہو جائے گا کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ وہ ان روپیوں سے جو کچھ بھی چاہے گا خرید سکے گا۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ جب لین دین کا کام خرید و فروخت دو حصوں میں بٹ جائے تو

پھر یہ صورت باقی نہیں رہ جاتی کہ لوگوں کی ضرورتیں ایک دوسرے سے ایک ہی جگہ کسی خاص وقت میں پوری ہو جائیں۔

۹۔۴ متن کے پہلے حصے کے بارے میں گفتگو

متن کا پہلا حصہ آپ نے پڑھا۔ اس میں زر یا روپیہ کے لفظ استعمال کیے گئے ہیں لیکن یہاں روپے کی مراد وہ سکہ نہیں ہے جو ہندوستان یا پاکستان میں چلتا ہے۔ گویہ بھی 'زر' میں شامل ہے۔ لکھنے والے نے پہلے پیراگراف ہی میں اس بات کو سمجھا دیا ہے کہ روپیے کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک سکّہ کی شکل کا ہوتا ہے دوسرا کاغذ کی پرچیوں کی شکل کا۔

بہت زمانے پہلے ہندوستان کے ایک بادشاہ محمد تغلق نے چمڑے کا روپیہ چلانے کی کوشش کی تھی تو اسے بغاوت کا سامنا کرنا پڑا تھا مگر اب تو چمڑے سے بھی زیادہ کمزور چیز کاغذ سے سکّے کا کام لیا جاتا ہے۔

دوسری شکل کسی نہ کسی دھات کے بنے ہوئے سکّے کی ہے جس میں بقول مصنف پہلے اس سکّے کی قیمت کے برابر چاندی ہوتی تھی مگر اب چاندی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اس بات کو مصنف نے ہلکے پھلکے نیم مزاحیہ انداز میں اس طرح سمجھا دیا ہے کہ:

"چاندی کی مقدار اتنی گھٹ گئی ہے کہ روپیہ گلا کر بیچیے تو بجز ندامت (اور سزا) کے کچھ بھی ہاتھ نہ لگے گا"

یہاں دو تین باتیں قابلِ غور ہیں:

اوّل تو لکھنے والے نے نہایت سنجیدہ اور اہم معاشی مسئلے کو مزاحیہ پیرائے میں سمجھا دیا ہے یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جس سکّے کی جو قیمت ہو اس میں اسی قیمت کی چاندی بھی موجود ہو۔ یہ مزاحیہ پیرایہ بیان میں لطف بھی پیدا کرتا ہے اور مشکل مسئلے کو آسانی سے ذہن نشین کرا دیتا ہے۔

دوسرے لکھنے والے نے گفتگو اور بات چیت کا لہجہ برقرار رکھا ہے اس سے بات کو سمجھنے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ ایک مشکل معاشی مسئلے کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ عام آدمی کی سمجھ میں آجائے۔

تیسرے جملے چھوٹے اور مربوط ہیں۔

زر یا روپیہ کیا ہے؟

روپیہ کی تعریف کرنا خاصا دشوار کام ہے حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ روپیہ کا کام کیا ہے۔ (دو ملے ہوئے جملے)

چاندی کے اس روپیہ کو بھی ہم روپیہ کہتے ہیں جس پر ایک طرف ایک روپیہ لکھا ہوتا ہے۔ (دو ملے ہوئے جملے)

چوتھے جگہ جگہ محاورے، ضرب المثل اور مثالوں سے کام لے کر پوری عبارت کو رواں اور دلچسپ بنایا گیا ہے جیسے:

بجز ندامت (اور سزا) کے کچھ بھی ہاتھ نہیں لگے گا ('ہاتھ نہ لگنا' محاورہ ہے۔

الف۔ محاورہ اسے کہتے ہیں جس میں دو یا دو سے زیادہ لفظ ہوں۔

ب۔ اور وہ لفظ اپنے لغوی یا اصلی معنی میں استعمال نہ ہوں اور دوسرے معنوں میں برتے جائیں اور

ج۔ ان میں کوئی تبدیلی نہ کی جاسکے)

ضرورت ایجاد کی ماں ہے (ضرب المثل ہے یعنی ایسا جملہ جو خاص معنوں میں رائج ہو گیا ہو)

وارثوں میں تقسیم جائیداد کی مثال

مشق I

۱۔ متن کے پہلے حصے کا عنوان لکھیے۔

۲۔ 'زر' اور 'روپیہ' میں کیا فرق ہے؟

۳۔ ایک چیز کے بدلے دوسری چیز دینے کے طریقے میں کیا دشواریاں تھیں؟

۴۔ مندرجہ ذیل پانچ ایسے الفاظ ہیں جو اصطلاح کے طور پر استعمال کیے گئے ہیں ان کے اصطلاحی اور رواجی معنی لکھیے۔

مبادلہ، زر، روپیہ، معاشرہ، قیمت

۵۔ مندرجہ ذیل لفظوں کے معنی لغت کی مدد سے لکھیے اور انہیں اپنے لفظوں میں استعمال کیجیے۔

ارتقا، وراثت، پس ماندہ، تعین، اختلاف، مساوی، مبادلہ، تقدم، تاخر، حصول۔

۶۔ سکے اور نوٹوں کی ایجاد سے پہلے لین دین اور خرید و فروخت کے کیا طریقے رائج تھے، اپنے الفاظ میں لکھیے (۵۰ لفظ)

. . . .

. . . .

. . . .

۷۔ "روپیے کی ایجاد دراصل ایک خیال کی حیثیت سے ہوئی" اس جملے کی وضاحت اپنے لفظوں میں کیجیے (۵۰ لفظ میں)

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

۹-۵ متن کے پہلے حصے کے بارے میں کچھ اور باتیں

ایک بار پھر متن کے پہلے حصے کی عبارت کو پڑھیے:

پہلے حصے میں مقصد واضح کیا گیا ہے یعنی زر کی تعریف کرنا، اس کے بعد طریق کار واضح کیا گیا ہے یعنی تاریخی ارتقا کا جائزہ لے کر روپیے کی حقیقت سمجھنے کی کوشش اور پھر اس رائے کی تفصیل پیش

کی گئی ہے کہ "روپیے کی ایجاد دراصل ایک خیال کی حیثیت سے ہوئی"
گویا اس اکائی کی تصنیف کسی بھی اچھی تحریر کی طرح ایک منصوبے
کے تحت کی گئی ہے۔ پہلے مقصد یا موضوع طے کیا گیا ہے پھر اس کا طریق کار
پھر اس طریق کار کے مختلف پہلوؤں اور رایوں کو پیش کر کے ان کا
جائزہ لیا۔ اس کے بعد مصنف نے یہ بتایا ہے کہ لین دین کا وہ طریقہ
ایجاد ہوا کہ ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز دی جانے لگی پھر اس
طریقے (یعنی مبادلے) کی خوبیاں اور خرابیاں گنوائی ہیں اور اس طرح اس
نتیجے پر پہنچے ہیں کہ چیزوں کے لین دین کی بجائے ایک مشترکہ چیز کی
ضرورت محسوس ہونے لگی جو ہر طریقے کے کاروبار میں کام آسکے۔

اس پوری بحث میں لکھنے والے نے ایک ترتیب کا خیال رکھا
ہے تاکہ:

ا۔ بات مختلف چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کے ذریعے سمجھ میں آجائے۔

ب۔ ہر ٹکڑے کے بارے میں بات کے دونوں پہلو پیش کر دیے جائیں
اس کے فائدے بھی اور نقصانات بھی۔

ج۔ تصویر کے دونوں رُخ پیش کرنے کے بعد نتیجہ نکالا جائے۔

ح۔ ہر حصے میں بات مثالوں کے ذریعے اور
گفتگو کے لہجے میں ذہن نشین کرائی جائے

د۔ جملے چھوٹے اور مربوط ہوں تاکہ ایک جملے سے دوسرے جملے کے لیے
دلیل نکلتی ہو یا پہلے جملے کی بات آگے بڑھتی ہو۔

ز اس موضوع پر اہم لکھنے والوں کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے تاکہ آگے چل
کر ان کا ذکر اجنبی نہ لگے مثلاً مشہور ماہرِ معاشیات کینس یا
ارک رول کا ذکر۔

و۔ اندازِ بیان میں روانی اور مزاح کی چاشنی شگفتگی تو ہے مگر
شاعرانہ رنگینی یا غیر سنجیدگی سے پرہیز کیا گیا ہے۔

۵- صراحت، وضاحت اور استدلالی ربط کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے
ی اور محاوروں اور ضرب الامثال سے کام لے کر نثر کی خوب صورتی کو بڑھایا گیا ہے۔

ان خصوصیات کو ہم متن کے دوسرے حصے پر گفتگو کرتے وقت بھی ذہن میں رکھیں گے۔

اپنا امتحان خود لیجیے I

۱- متن کے پہلے حصے میں کس ماہر معاشیات کا ذکر کیا گیا ہے؟
(ا) ایڈم سمتھ، (ب) کینز، (ج) شوم پیٹر

۲- ہندوستان میں کاغذ کے کس نوٹ پر کوئی وعدہ لکھا ہوا نہیں ہوتا؟
(ا) دس روپئے کے نوٹ پر، (ب) ایک روپئے کے نوٹ پر، (ج) ایک سو روپئے کے نوٹ پر

۳- مندرجہ ذیل جملے مکمل کیجیے:

(الف) مبادلے کے اس طریقے کے تحت لین دین تبھی ہو سکتا ہے جب کہ سودا کرنے والی دونوں جماعتوں کی ______ ایک دوسرے سے پوری ہو جائے۔ (تجارت، مصلحت، ضرورت)

(ب) زر کی ایجاد اس طرح ہوئی کہ دھیرے دھیرے کوئی ایک چیز جسے اس وقت کی زندگی میں خاص اہمیت حاصل تھی ______ بن گئی ہوگی۔ (ذریعۂ مبادلہ، مال تجارت، زر)

(ج) لین دین کرنے والوں کے پاس اگر اس چیز کی جو عام طور پر ______ ہوتی ہوگی زیادتی ہوتی ہوگی تو وہ اسے دے کر دوسری چیزیں حاصل کر لیتے ہوں گے۔ (معدوم، مقبول، مہنگی)

(جوابات آخر میں دیے گئے ہیں مقابلہ کریں)

۹-۶ متن کا دوسرا حصہ

مبادلے کے اس طریقے میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اس کے تحت

مختلف چیزوں کے دام چکانے کا سوال بھی آسانی سے حل نہیں ہوسکتا۔ ایک بکری کتنے آلو کے برابر ہوگی۔ کتنے آلو میں ایک بیل مل سکے گا اور اس طرح کی ان گنت چیزوں کے آپس میں دام کیسے ہوں گے۔ یہی نہیں اس سلسلے میں ہمیں ایک اور دشواری کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے جو اس مثال سے واضح ہو جائے گی :

فرض کیجیے کہ کسی کے پاس ایک گائے ہے اور اسے اس کے بدلے میں کئی چیزوں کی ضرورت ہے۔ گائے کے ٹکڑے کیے جائیں تو اس کی گائے کی حیثیت سے قیمت ختم ہو جاتی ہے اور ادائیگی کا دوسرا ذریعہ کیا ہے؟ ممکن ہے ابتدائی ایام میں جب کہ معاشی زندگی سادہ تھی اور ضرورت کی چیزیں معدودے چند۔ یہ ہوسکتا ہو کہ لوگ کسی طرح رواج کی مدد سے مختلف چیزوں کے دام طے بھی کر لیتے ہوں۔ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زر کی ایجاد اس طرح ہوئی کہ پہلے اس کی یہ خصوصیت سامنے آئی کہ وہ ایک خیال ہے جو ناپ کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے ان کی رائے میں ایسا ہوا بھی ہے کہیں فرض کیجیے اس معاشرے کی چیزوں کے دام میں ٹھہراؤ نہ رہ سکے۔ تھوڑی سی ترقی ہو اور کسی چیز کے بنانے میں پہلے سے کم محنت یا وقت لگے۔ اگر ابتدا میں ان ہی چیزوں کو قیمتوں کے طے کرنے میں معیار کے طور پر استعمال کیا گیا ہو تو ظاہر ہے مختلف چیزوں کے دام بدلنے لگیں گے۔ اس لیے رواجی دام باقی نہیں رہ سکیں گے۔ ظاہر ہے ان حالات میں لین دین کا کام بُری طرح درہم برہم ہو جائے گا کیونکہ چند چیزوں کے دام تو خیر آدمی یاد بھی کرسکتا ہے، لیکن سیکڑوں ہزاروں چیزوں کے دام یاد رکھنا خصوصاً جب یہ دام بھی بدلتے رہیں، ناممکن سی بات ہے۔

بہت ہی شروع کے زمانے میں ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز کے ذریعہ لین دین کا کام ہو جاتا ہوگا، ایسی ابتدائی سماج میں ان دقتوں کا حل مل جاتا تصوّر میں آسکتا ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ

یہ خرابیاں یا دقتیں زیادہ نمایاں ہوتی گئیں اور اس لیے زر کا استعمال شروع ہوا۔ اس طرح چیزوں کے براہِ راست ادل بدل کی دقتیں ختم ہو گئیں۔ زر کو مختلف چیزوں کے ناپ کا پیمانہ بنایا گیا، اس طرح یہ دشواری باقی نہیں رہ گئی کہ مختلف چیزوں کے دام یاد رکھے جائیں۔ یہ بھی پریشانی ختم ہوگئی کہ ایک قیمتی چیز کے بدلے میں جس کے حصے بخرے نہ کیے جا سکیں، بہت سی چھوٹی چھوٹی چیزیں کیونکر حاصل کی جا سکتی ہیں اس لیے کہ روپیے کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں بانٹ دیا جاتا ہے مثلاً ایک پیسہ آدھی پائی بہت چھوٹی چھوٹی چیزوں کے خریدنے میں کام آتے ہیں ادھر دوسری طرف لاکھوں، کروڑوں کا سودا بھی دشوار نہیں۔

یہاں پھر ہم دیکھتے ہیں کہ زر کی دو خصوصیتیں یا دو کام زیادہ نمایاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ چیزوں کی قیمتوں کے لیے ناپ کا کام دیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ مختلف چیزوں کے مبادلے کے لیے ایک مادّی ذریعہ کا کام دیتا ہے یعنی روپیے کے بدلے میں ہم مختلف چیزیں حاصل کر سکتے ہیں اور مختلف چیزوں کے بدلے میں روپیہ ملتا ہے۔ ان میں سے کسی خصوصیت کے متعلق یہ کہنا کہ وہ اہم تر ہے، مشکل ہے۔ اگر زر کی مدد سے مختلف چیزوں کی قیمتیں طے نہ ہو پائیں تو پھر مختلف چیزوں کے مبادلے میں روپیہ مددگار نہیں ہو سکے گا۔ اسی طرح اگر روپیے سے محض قیمتوں کے ناپ کا کام لیا جائے تو بعض اوقات چیزوں کی لین دین میں دشواریاں پیدا ہو جائیں گی۔ کراؤتھر کا کہنا ہے کہ زر کا یہ دوسرا کام زیادہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ہم مختلف چیزوں کی قیمتیں کسی بھی چیز کی مدد سے طے کر سکتے ہیں۔ مثلاً انگلستان میں آج بھی بہت سی چیزوں کی قیمت بتانے کے لیے گنی کام میں آتی ہے، لیکن آج گنی کے نام کا کوئی سکہ انگلستان میں نہیں ہوتا۔ لیکن اس مثال کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ گنی تو ضرور ختم ہو گئی ہے لیکن اس کا موجودہ پونڈ سے ایک معلوم و مشہور رشتہ ہے،

اگر یہ رشتہ اتنا معلوم و مشہور نہ ہوتا تو کیا پھر یہ ممکن ہوتا کہ قیمت کے ناپنے کے لیے تو گنتی کا استعمال کیا جاتا مگر لین دین کے لیے پونڈ کا؟ کیا پھر بھی گنتی کا کام زیادہ بنیادی اہمیت کا مالک ہوتا؟ حقیقت یہ ہے کہ زر کے یہ دونوں پہلو یہ دونوں کام یکساں اہم ہیں اور ان میں کسی ایک کو فضیلت دینا ممکن نہیں۔

زر کے ایک اور کام کا ذکر یہاں کرنا ضروری ہے کیوں کہ اس کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ زر کے استعمال سے پہلے لوگ اپنی ضرورت کی سبھی چیزیں بچا کر محفوظ رکھتے ہوں گے۔ اناج، سبزیاں، کپڑا اور اس طرح کی چیزیں، تاکہ وقت پڑنے پر انہیں دشواری اور دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس کام میں بہت سی جگہ لگتی ہوگی، اناج رکھنے کے لیے کھتیاں بناتے ہوں گے، جانوروں کے گلوں کو محفوظ رکھنے کے طریقے اختیار کرنے ہوتے ہوں گے یعنی اس طرح اپنی دولت کو محفوظ رکھنے میں لوگوں کو بہت سی دقتیں پیش آتی ہوں گی، لیکن زر کے استعمال کے بعد یہ مسئلہ مقابلتاً بہت آسان ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی نے اگر کچھ روپیے پس انداز کر لیے ہیں تو اب اسے آئندہ اپنی ضرورتوں کے سلسلے میں پریشانی نہیں ہوگی کیونکہ جب بھی وہ چاہے گا ان روپیوں کی مدد سے اپنی ضرورت کی چیزیں خرید سکے گا۔

ان تین بنیادی فرائض کے علاوہ زر کا ایک کام اور بھی ہے اور وہ یہ کہ روپیہ مستقبل میں چیزوں کی قیمت کی ادائیگی کے لیے بھی ایک معیار کا کام دیتا ہے۔ روپیے کے استعمال سے پہلے اگر کوئی کسی سے کچھ چاول ادھار لیتا ہوگا تو اسے یہ چاول ہی واپس دینے ہوتے ہوں گے، اب آپ بجائے چاول، یا کسی اور چیز کے روپیے اُدھار لے سکتے ہیں اور جب ادائیگی کا وقت آئے تو روپیے ہی سے قرض بھی چکا سکتے ہیں، اس طرح قرض کی لین دین میں روپیے کی ایجاد سے بڑی سہولت پیدا ہو گئی ہے۔

ہم نے اوپر زر کے چار فرائض یا کام تو گنا دئے ہیں اور ان سے

آپ کو یہ اندازہ ہو گیا ہوگا کہ روپیہ کا کام کیا ہے، لیکن روپیہ کی تعریف ہم نے ابھی تک نہیں کی۔ اس منزل پر اب ہم یہ بھی کر سکتے ہیں۔ زر کی ایک بڑی آسان تعریف تو یہ ہے کہ جو چیز زر کے کام کرے وہ زر ہے، یعنی جو چیز بھی یہ چاروں کام انجام دے سکے اسے زر سمجھنا چاہیے۔ یہ تعریف عملاً تو بہت اچھی ہے لیکن نظری حیثیت سے یہ کافی نہیں، ہمیں تو کوئی ایسی تعریف ڈھونڈھنی ہوگی جس سے ہم زر کے حلقہ سے ہر دوسری چیز کو خارج کر سکیں، کراؤتھر نے زر کی یہ تعریف کی ہے کہ "جو چیز بھی مبادلے کے لیے ایک ذریعے یا قرض کی ادائیگی کے لیے ایک ذریعے کی حیثیت سے عام طور پر مانی جاتی ہو وہ زر ہے"

زر ہونے کے لیے سب سے بڑی شرط ہے کہ عام لوگ اس چیز کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوں، خاص خاص مواقع پر ممکن ہے بہت سی چیزیں دام چکانے یا قرض کی ادائیگی کی خاطر قبول کر لی جائیں لیکن جب تک وہ چیزیں ہر شخص قبول کرنے کو تیار نہ ہو ہم انہیں زر کا رتبہ نہیں دے سکتے۔ زر کی یہ تعریف تجارتی دنیا میں اور ماہرین معاشیات میں سب سے زیادہ رائج ہے۔

۹۔ متن کے دوسرے حصے کے بارے میں گفتگو

متن کا دوسرا حصہ پہلے حصے ہی سے ملا ہوا ہے۔ یہاں مصنف نے دو باتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ ذریعۂ مبادلہ یا ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز لینا اس وقت تک تو ممکن تھا جب تک چیزیں بہت کم تھیں لیکن جب انسانی ضرورت کی چیزیں بڑھنے لگیں اور بہت سی چیزیں پیدا ہونے لگیں یا بننے لگیں تو پھر اس طریقے کی پیچیدگیاں سامنے آئیں جن میں سے کچھ اس حصے میں بیان کی گئی ہیں۔

بیان کے طریقے پر نظر ڈالیے۔ اندازہ ہوگا کہ بعض اہم اور

پیچیدہ مسئلوں کو بھی بہت آسان اور چھوٹے جملوں میں سمیٹ لیا گیا ہے اور انہیں ایک عام پڑھنے والا بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے مثلاً سماج میں جب ضرورت کی چیزیں زیادہ نہ ہونے اور مختلف چیزوں کے پیدا ہونے یا ایجاد نہ ہو پانے کی حالت کو صرف ایک جملے میں بیان کیا گیا ہے:

"ابتدائی ایام میں جب کہ معاشی زندگی سادہ تھی اور ضرورت کی چیزیں معدودے چند"

اسی طرح دوسری دشواری کو یعنی مختلف چیزوں کے دام بڑھنے یا گھٹنے سے جو مسئلے ذریعۂ مبادلہ میں پیدا ہوئے تھے ایک جملے میں اسی طرح بیان کر دیا گیا ہے:

"اس معاشرے کی چیزوں کے دام میں ٹھہراؤ نہ رہ سکے"

آگے کے جملے میں اس کی تشریح ہیں:

باقی متن میں زر کے چار فرائض کا ذکر کیا گیا ہے جو ذریعۂ مبادلہ کی دشواریوں کو دور کرنے کے سلسلے میں پیدا ہوئے ہیں:

چیزوں کی قیمتوں کے لیے ناپ کا کام دینا
مختلف چیزوں کے مبادلے کے لیے مادّی ذریعہ بننا
دولت کو پس انداز کرنے میں آسانی پیدا کرنا، اور
مستقبل میں چیزوں کی قیمت کی ادائیگی کے لیے معیار کا کام دینا۔

ان چاروں فرائض کو بیان کرنے کے بعد مصنّف پھر اپنے اصل مقصد کی طرف واپس آتا ہے یعنی زر کی تعریف اور اس پوری بحث کی روشنی میں زر کی تعریف مشہور ماہر معاشیات کراؤتھر کے لفظوں میں اس طرح کرتا ہے:

"جو چیز بھی مبادلے کے لیے ایک ذریعے یا قرض کی ادائیگی کے لیے ایک ذریعے کی حیثیت سے عام طور پر مانی جاتی ہو، وہ زر ہے"

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مصنّف نے قدم بہ قدم چل کر زر کے بنیادی کاموں کو دریافت کیا ہے اور پھر ان کی مدد سے زر کی پہچان

فراہم کی ہے۔ پورے مضمون میں منصوبہ بندی نمایاں ہے اور ہر بحث دوسری بحث، ہر پیرا دوسرے پیراگراف سے اور ایک جملہ دوسرے جملے سے خیال اور بیان دونوں کے اعتبار سے مربوط ہے اور یہی اچھّی نثر کی پہچان ہے۔

مشق II

۱۔ ذریعۂ مبادلے کی چار بنیادی خرابیاں بیان کیجیے:

۲۔ آپ کے نزدیک 'زر' کے چار اہم فرائض کیا ہیں؟

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لغت میں دیکھ کر لکھیے اور یہ بھی واضح کیجیے کہ متن کے دوسرے حصّے میں ان الفاظ کو کن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے؟

ادائیگی، معاشی، معاشرہ، رواجی دام، ٹھہراؤ، سماج، پس انداز کرنا، فضیلت، معدودے چند۔

۴۔ مندرجہ ذیل محاوروں کے مطلب لکھیے اور اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔ لغت سے مدد لیجیے:

اَدَل بَدَل کرنا، درہم برہم ہو جانا، حصّے بخرے کرنا۔

۵۔ امالہ اسے کہتے ہیں جب کسی لفظ کے آخر میں 'ہ' یا الف ہو

اور اسے کسی دوسرے لفظ کو جوڑیں اس صورت میں 'ہ' اور الف 'ے'
میں تبدیل ہو جاتے ہیں جیسے تجربہ، زمانہ، روپیہ، قصہ، علاقہ۔
(مثال روپیے کی حقیقت سمجھنے کے لیے۔ اصل متن کے پہلے حصے میں دیکھیے)
ایسے الفاظ دوسرے متن میں تلاش کر کے لکھیے۔

۶۔ مقابلتاً، خصوصاً، کے معنی آپ کو معلوم ہیں اس طریقے کے تین اور الفاظ لکھیے۔

۷۔ آپ کے نزدیک 'زر' کی کیا تعریف ہے؟

۹ - ۸ کچھ اور ضروری باتیں

اب ہم پھر ۹ - ۵ کی طرف آپ کی توجہ دلاتے ہیں۔ ظاہر ہے آپ تھک گئے ہوں گے ذرا تازہ دم ہو لیں، کرکٹ سے دلچسپی ہو تو اس کی کمنٹری سن لیں یا پھر پاس کے باغیچے میں ذرا چل کر تازہ ہوا کا لطف اٹھا لیں یا پھر ایک پیالی چائے پئیں یا اگر موسیقی سے دلچسپی ہو تو ریڈیو پر گانے کی کوئی مقبول دُھن سن کر دل بہلا لیں اور پھر متن کے دونوں حصوں کی طرف ۹ - ۵ میں بتائے ہوئے اصول کے مطابق نظر ڈالیں۔

آپ نے دیکھا معاشیات کے پیچیدہ مسئلے بھی آسان اور رواں اردو میں بیان کیے جا سکتے ہیں ـــــــــ بشرطیکہ آپ نے خود معاشی مسئلوں کو اچھی طرح سمجھ لیا ہو اور آپ کے پاس الفاظ کا ذخیرہ ہو اور ان مسائل کو بیان کرنے کی قدرت اور صلاحیت ہو۔

متن کے ان دونوں حصوں میں آسان اور عام فہم انداز میں زر کی تعریف تلاش کرنے اور بیان کرنے کی کوشش کی گئی تھی وہ بھی اس طرح کہ جو آدمی معاشیات کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتا ہو وہ بھی اس مسئلے کو سمجھ سکے اور خود کسی نتیجے پر پہنچ سکے۔

اس کام کے لیے مصنف نے پورا منصوبہ بنایا۔ پہلے مقصد طے کیا

یعنی زر کی تعریف کرنا پھر: (الف) اس کام میں پیش آنے والی دشواریوں کا ذکر کیا اور (ب) اپنا طریق کار — تاریخی ارتقا کا جائزہ — طے کیا اور (ج) اس کے بعد روپیے کے چلن سے پہلے کاروبار یا باہمی لین دین کی جو صورتیں رائج تھیں ان کا ذکر کرتے ہوئے ذریعۂ مبادلہ پر بحث کی۔

ذریعۂ مبادلہ کے سلسلے میں پہلے اس کی خوبیوں کا ذکر کیا پھر اس کی خرابیاں بیان کیں اور ہر حصے میں اپنی بات مثالوں سے واضح کرتے چلے گئے۔

ذریعۂ مبادلہ کی اچھائیوں اور برائیوں سے بحث کرنے کے بعد روپیے کی دریافت تک پہنچے اور یہ بات واضح کی کہ روپیے نے کس طرح ان کی دشواریوں کو دور کیا۔

اس طریقے سے وہ 'زر' کے مختلف فرائض کی نشاندہی کرنے میں کامیاب ہوئے اور اسی بنیاد پر انھوں نے زر کی پہچان مقرر کی اور اس کی تعریف بیان کر دی۔

یہ منصوبہ بندی ہر اچھے مضمون کے لیے ضروری ہے۔ آپ بھی جب کسی مسئلے پر مضمون لکھنے بیٹھیں گے تو آپ کو اس کے بنیادی مباحث کے لیے اس قسم کی منصوبہ بندی ضرور کرنی ہوگی تاکہ آپ اپنے خیالات کو مربوط اور مدلل ڈھنگ سے بیان کر سکیں۔ اس کے لیے ضروری ہوگا کہ
مقصد اور موضوع واضح ہوں۔
اصل بحث کو مختلف حصوں میں بانٹ لیا جائے۔
یہ تمام حصے ایک دوسرے سے مربوط ہوں۔
ان حصوں کی مدد سے اصل موضوع کے مطالعے میں مدد مل سکے
اور نتیجے تک پہنچا جا سکے۔

متن کے ان دونوں حصوں سے ہم اس طریق کار کو سیکھ سکتے ہیں جو خیالات کی ترتیب اور بیان میں ربط اور استدلال قائم رکھنے میں

مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

اپنا امتحان خود لیجیے II

۱۔ متن کے دوسرے حصے کا مناسب عنوان بتائیے؟ (الف) کچھ زر کے بارے میں
(ب) 'زر' کی تعریف
(ج) زر اور ذریعۂ مبادلہ

۲۔ اگر چیزوں کی قیمتیں گھٹنے اور بڑھنے لگیں تو ذریعۂ مبادلہ کے طریقے سے لین دین میں آسانی ہوگی یا دشواری بڑھ جائے گی؟
(الف) آسانی / (ب) دشواری

۳۔ اگر ایک قیمتی چیز کے بدلے میں جس کے حصے بخرے نہ کیے جا سکیں بہت سی چھوٹی چھوٹی چیزیں حاصل کرنی ہوں تو مبادلہ کا طریقہ زیادہ مناسب ہوگا یا روپیے کے لین دین کا۔
(الف) ذریعۂ مبادلہ / (ب) روپیے کے لیے

۴۔ اگر حساب کتاب کرنے، مختلف چیزوں کی قیمت کا اندازہ لگانے کا کوئی طریقہ ایجاد کر لیا جائے تو چیزوں کے لین دین میں سہولت ہو جائے یا دشواری۔ (الف) سہولت / (ب) دشواری

۵۔ مبادلے کے زمانے میں معیار طے کرنے کا کام کس کے سپرد تھا؟
(الف) تاجر / (ب) عہدہ دار / (ج) راہب

۶۔ اوپر کے سوال میں کن لفظوں میں امالہ ہے؟

(جوابات آخر میں دیے گئے ہیں مقابلہ کریں)

۹-۹ خلاصۂ بحث

آیئے ایک بار پھر دہرا لیں۔
زر کے بارے میں عام طور پر دو نظریے رائج ہیں۔ ایک یہ کہ 'زر'

محض ایک خیال ہے جو مختلف چیزوں کے درمیان قیمت طے کرنے کے پیمانے کے طور پر برتا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ زر ایک مادّی چیز ہے جس کے ذریعے چیزیں خریدی اور بیچی جاسکتی ہیں۔ نظریہ کوئی بھی صحیح کیوں نہ ہو، یہ بات ماننی ہی پڑتی ہے کہ روپیہ اور سکّے کے چلن سے بہت پہلے لوگ چیزوں کے تبادلے کے ذریعے اپنی ضرورتیں پوری کرتے تھے اسے ذریعۂ مبادلہ کہتے ہیں۔

اس میں اچھائی تو یہ تھی کہ بیچنے اور خریدنے والے دونوں اپنی ضرورت کی چیزیں حاصل کر لیتے تھے مگر خرابی یہ تھی کہ صرف وہی چیزیں ہی لی جاسکتی تھیں جو بیچنے والے کے پاس ہوں۔ دوسرے ان چیزوں کی فہرست یاد رکھنا کہ کتنی مقدار میں اور کتنی تعداد میں کون سی چیز کس کے برابر ہوتی ہے، بہت دشوار تھا۔ تیسرے ان چیزوں کو جمع کرنا اور ایک جگہ اکٹھا کرنا مشکل تھا۔ چوتھے ان چیزوں کے معیاری اور غیر معیاری ہونے کی پہچان آسان نہ تھی پھر ان قیمتوں کے گھٹنے بڑھنے سے ان کی شرح متبادلہ میں دقتیں پیدا ہوتی تھیں۔

ان دشواریوں کو حل کرنے کے لیے روپیے کی ایجاد ہوئی جس کے چار فرائض ٹھہرے۔ قیمتوں کے ناپ کا کام دینا، چیزوں کے لین دین کے لیے مادّی ذریعہ بننا، دولت کو محفوظ رکھنے کی سہولت فراہم کرنا اور مستقبل میں چیزوں کی قیمت کی ادائیگی کے لیے معیار کا کام دینا۔

اس طرح زر کی تعریف یہ ہوئی کہ یہ وہ چیز ہے جو مبادلے کے لیے ایک ذریعہ ہو یا قرض کی ادائیگی کا وسیلہ بن سکے۔

یہ تو ہوا متن کے دونوں حصّوں کا خلاصہ۔

لیکن اس اکائی میں ہم نے زبان و بیان کے بارے میں بھی بہت کچھ سیکھا ہے۔

کسی بھی اچھے مضمون کے لیے منصوبہ بندی ضروری ہے اور یہ منصوبہ مختلف ٹکڑوں اور حصّوں میں تقسیم کیا جانا چاہیے اور ہر حصّے اور ٹکڑے

کو ایک دوسرے سے مربوط ہونا چاہیے۔ ربط کی بنیاد دلیل اور استدلال اور ثبوت پر ہونا چاہیئے جسے جابجا مثالوں سے واضح کرتے جانا چاہیے بیان میں سادگی، وضاحت، صراحت اور ربط استدلالی بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور نثر کی یکسانیت کو دور کرنے کے لیے کہیں مزاح، کہیں مثال، کہیں مقولے اور کہاوتیں، کہیں قصے اور لطیفے، کہیں محاورے اور گفتگو کے نجی لہجے کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔

جوابات

اپنا امتحان خود لیجیے I

۱۔ ب ، ۲۔ ب

۳۔ (الف) ضرورت

(ب) ذریعۂ مبادلہ

(ج) مقبول

اپنا امتحان خود لیجیے II

۱۔ ب

۲۔ ب

۳۔ ب

۴۔ ب

مزید مطالعے کے لیے

کچھ زر کے بارے میں	ابو سالم
معاشیات	NCERT